قرآن اور روحانی علوم

ترجمہ

الرسالة اللدنية

مصنف

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مترجم

مفتی محمد خان قادری

شائع کردہ

رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرآن اور روحانی علوم

ترجمہ

الرسالة اللدنية

مصنف

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مترجم

مفتی محمد خان قادری

شائع کردہ

رضا اکیڈمی

۵۲رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹ فون : ۶۶۳۴۲۱۵۶ (۰۲۲)

سلسلۂ اشاعت نمبر ۴۷۶

نام کتاب .... الرسالة اللدنية

مصنف .... حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نام کتاب (ترجمہ) .... قرآن اور روحانی علوم

مترجم .... مفتی محمد خان قادری

سن اشاعت .... ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء بموقع عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تعداد اشاعت .... ایک ہزار (۱۰۰۰)

ناشر .... رضا اکیڈمی، ۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

مطبع .... رضا آفسیٹ، ممبئی ۳

ملنے کے پتے

۱ کتب خانہ امجدیہ، مٹیا محل، دہلی ۶ فون: ۲۳۲۴۳۱۸۷

۲ فاروقیہ بک ڈپو، مٹیا محل، دہلی ۶ فون: ۲۳۲۶۶۰۵۳

۳ رضوی کتاب گھر، مٹیا محل، دہلی ۶ فون: ۲۳۲۶۴۵۲۴

۴ نیو سلور بک ایجنسی، محمد علی روڈ، ممبئی ۳ فون: ۲۳۴۷۸۹۷۰

۵ اقرأ بک ڈپو، محمد علی روڈ، ممبئی ۳ فون: ۲۳۴۱۰۱۴۰

۶ مکتبۂ رضا، ۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹ موبائل: ۹۸۶۹۱۶۱۰۶۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اسم گرامی محمد، ابو حامد کنیت، غزالی عرف اور زین العابدین و حجۃ الاسلام لقب ہے۔ آپ ۴۵۰ھ میں خراسان کے ضلع طوس کے شہر طاہران میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد قدس سرہٗ دھاگے کی تجارت کرتے تھے اس مناسبت سے آپ کا خاندان غزالی کہلاتا تھا۔ عربی میں غزل کے معنی سوت کاتنے کے ہیں۔ وفات کے وقت آپ کے والد ماجد نے آپ کو اور آپ کے چھوٹے بھائی احمد غزالی کو تعلیم کی غرض سے اپنے ایک دوست کے سپرد کیا۔ چنانچہ آپ نے فقہ کی ابتدائی کتابیں اپنے شہر کے ایک عالم احمد بن محمد راذ کانی سے ہی پڑھیں۔ اس کے بعد آپ جرجان چلے گئے اور وہاں امام ابو نصر اسماعیلی کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم شروع کی۔ یہاں آپ کی استعداد علمی اس حد تک پہنچ گئی کہ معمولی علماء آپ کی تسلی و تشفی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے امام صاحب جرجان سے علم و فن کے عظیم مرکز نیشاپور تشریف لے گئے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے اسلامی مدارس کے سرتاج مدرسہ نظامیہ نیشاپور میں داخلہ لیا اور ضیاء الدین عبد الملک معروف بہ امام الحرمین کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے جو اس وقت اس مدرسہ کے مدرس اعظم تھے۔ امام صاحب نے امام الحرمین کے زیر عاطفت نہایت جد و جہد سے علم کی تحصیل شروع کی۔ اور تھوڑی ہی مدت میں فارغ التحصیل ہو کر تمام اقران اور ہمعصر لوگوں سے سبقت لے گئے۔ امام صاحب کی طبیعت ہمیشہ تحقیقات کی طرف مائل رہتی تھی۔ عظیم تبحر علمی اور عرصۂ دراز سے مشغلۂ درس و تدریس کے باوجود دل سکون و اطمینان سے خالی تھا۔ سکون قلب کی تلاش میں مختلف مذہبی فرقوں کے عقائد کا مطالعہ کیا۔ علم کلام اور فلسفہ کی کتابوں کو کھنگالا لیکن مشکل حل نہ ہوئی ۔

پڑھ لئے میں نے علوم شرق و غرب   روح میں باقی ہے اب تک درد و کرب

آخر تصوف وسلوک کی طرف توجہ کی ۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی، حضرت شیخ شبلی، سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہم کے ارشادات دیکھے ۔ ابو طالب مکی، حارث محاسبی وغیرہم کی تصنیفات پڑھیں تو معلوم ہوا کہ سلوک وتصوف دراصل عملی چیز ہے محض علم سے کچھ نتیجہ حاصل نہیں ہوسکتا اور عمل کے لئے زہد وریاضت، مجاہدہ اور تزکیۂ نفس درکار ہے ۔ تائید ایزدی نے نصرت ورہنمائی فرمائی اور آپ وقت کے کامل مُکَمِّل بزرگ جناب ابوعلی فضل بن محمد فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے ۔ اوران سے طریقت میں بیعت کا شرف حاصل ہوا اور انہیں کی نظر کیمیا اثر سے تصوف وسلوک کے ارفع ترین مقامات ومنازل طے کئے ۔ اور اطمینان قلب کی وہ دولت جو حکمت، فلسفہ اور کلام کی کتابوں کے انبار میں تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکی مرشد کی چند روزہ صحبت میں حاصل ہوگئی ۔ مرشد حقانی کی تلقین وتربیت سے جب امام صاحب درستی کردار، خدا ترسی اور خداشناسی، دیانت وامانت، زہد وتقویٰ، تسلیم ورضا جیسی بندگان خدا کی صفات سے آراستہ اور گرانمایہ فضائل اخلاق سے بہرور ہوگئے ۔

علم دین کا یہ ستون اور ولی کامل جس کے فیض کا دریا ہر خاص وعام کے لئے جاری رہا ۔ علماء، عرفاء اور فقہاء اپنی علمی اور مذہبی معلومات کی پیاس اس چشمہ سے آکر بجھاتے رہے ۔ اور جسے دنیائے علم وعرفان میں شہرت دوام حاصل ہوئی ۱۴؍ جمادی الاخریٰ ۵۰۵ھ میں بمقام طاہران اس دار فانی سے دار بقا کو رحلت کر گیا ۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے بھائی احمد غزالی کی زبانی آپ کی وفات کا قصہ اس طرح بیان کیا ہے کہ پیر کے دن امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صبح سویرے بستر خواب سے اٹھے ۔ وضو کر کے نماز فجر ادا کی پھر کفن منگوایا اور اسے آنکھوں سے لگا کر کہا آقا کا حکم سر آنکھوں پر ۔ یہ کہہ کر پاؤں پھیلا دیئے ۔ لوگوں نے دیکھا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن مجید کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی (النحل ۸۹) ہم نے تم پر کتاب نازل کی ہے جو ہر شی کی تفصیل و بیان ہے۔

اس کی تفسیر میں مفسرین کرام نے تصریح فرمائی کہ قرآن مجید میں تمام چیزوں کا بیان ہے خواہ ان کا تعلق دین سے ہے یا دنیا سے، جس قدر کوئی اس کلام سے تعلق بنائے گا اسے اسی قدر ہی فیض نصیب ہوگا سب سے زیادہ اس سے آگاہی سرور عالم ﷺ کو حاصل ہے بلکہ آیت میں خطاب بھی آپ کو ہی ہے کہ ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کی تفصیل ہے تو کسی اور کو اس سے کوئی مسئلہ ملے یا نہ ملے حضور سرور عالم ﷺ کو ضرور ملے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر

ہم یہاں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول تفسیر ذکر کیے دیتے ہیں، امام ابن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ ہجری) اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

قال ابن مسعود انزل فی هذا القرآن کل علم و کل شئی قد بین لنافی القرآن ثم تلاهذه الایة

(جامع البیان‘۸: ۲۱۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس قرآن میں ہر علم نازل کیا گیا ہے اور اس میں ہر شے ہمارے لیے بیان کردی گئی ہے اس کے بعد انہوں نے بطور دلیل یہی آیت تلاوت کی۔

۲۔امام ابن ابی حاتم (المتوفی ۳۲۷ھ) نے انہی کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

ان اللہ انزل فی هذا الکتاب تبیان لکل شئی ولقد علمنا بعضا ممابین لنافی القرآن ثم تلا و نزلنا علیک الکتب

(تفسیر ابن ابی حاتم‘۷: ۲۲۹۷)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں ہر شے بیان فرمادی ہے البتہ قرآن میں جو کچھ بیان ہے ہم اس میں سے بعض کا علم رکھتے ہیں پھر انہوں نے بطور تائید یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۳۔امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) نے مذکور امام کے حوالے سے انہی صحابی سے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔

ولکن علمنا یقصر عما بین لنافی القرآن (الاکلیل فی استنباط التنزیل: ۱۴۰)

قرآن میں جو کچھ بیان ہوا ہے ہمارے علم اسے پانے سے قاصر ہے۔

۴۔اس آیت کے تحت شیخ محمد علی شوکانی نے امام سعید بن منصور‘ امام ابوبکر بن ابی شیبہ‘ عبداللہ بن احمد‘ ابن ضریس‘ محمد بن نصر‘ طبرانی اور بیہقی سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے۔

من اراد العلم فليثور القرآن فان فيه علم الاولين والاخرين

(فتح القدير، ۳: ۱۸۹)

جو آدمی علم چاہتا ہے وہ قرآن کی خدمت میں آئے کیونکہ اس میں اولین وآخرین کے علوم موجود ہیں۔

بعض اہل علم نے اسے صرف مسائل شریعہ مثلاً حلال وحرام تک ہی محدود رکھا لیکن مشہور اور عظیم مفسر قرآن حافظ ابن کثیر نے فرمایا اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کو ہی ترجیح حاصل ہے لکھتے ہیں:

قال ابن مسعود قدبین لنافی هذا القرآن كل علم و كل شئی وقال مجاهد كل حلال و حرام و قول ابن مسعود اعم واشمل فان القرآن اشتمل على كل علم نافع من خبرما سبق وعلم ماسيأتی وكل حلال و حرام وما الناس اليه محتاجون من امر دنيا هم ودينهم ومعاشهم و معادهم

(تفسیر ابن کثیر ۲: ۵۸۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن میں ہر علم اور ہر شے کا بیان ہے حضرت مجاہد کہتے ہیں حلال وحرام کی تفصیل ہے۔ لیکن حضرت ابن مسعود کے قول میں زیادہ عموم و شمول ہے کیونکہ قرآن ہر علم نافع پر مشتمل ہے خواہ اس کا تعلق خبر گذشتہ ہے یا مستقبل سے ہے ہر حلال وحرام اور لوگ جس کے محتاج ہیں خواہ وہ ان کا دنیا کا معاملہ ہے یا دین کا خواہ ان کی زندگی کا معاملہ ہے یا آخرت کا۔

انہوں نے البدایہ میں متعدد آیات ذکر کرنے کے لکھا کہ ان میں

نبين تعالٰی ان نفس انزال هذا الكتاب المشتمل على علم ما كان وما يكون وعلم ماهو كائن بين الناس على مثل هذا النبی الامی وحده كان من الدلالة على صدقه	اللہ تعالٰی نے واضح کر دیا ہے کہ اس قرآن میں جو کچھ ہوا جو کچھ ہوگا اور لوگوں کے درمیان ہر معاملہ کا فیصلہ موجود ہے اس کا نزول اس نبی امی پہ لفظ ہوا ہے جو ان کے صدق پر شاہد ہے۔
(البدايه والنهايه، ٦ : ٦٩)	

حضرت ملا علی قاری کتاب الٰہی کی اس شان کا بیان ان الفاظ میں کرتے ہیں:

واشتمل عليه من بيان كل شئی تصريحا اوتلويحا قال تعالٰی (ونزلنا عليك الكتب تبيانا لكل شئی) ای لمايحتاج اليه من امر الدين والدنيا والعقبی كا لعلوم الاعتقادية والاعمال الشرعية والاخلاق البهية والاحوال السنية وغيرها.	قرآن ہر شے کے بیان پر مشتمل ہے بصورت تصریح یا اشارہ، اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے "ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی" یعنی جس کی بھی محتاجی تھی اسے بیان کر دیا خواہ دین، دنیا اور آخرت کا معاملہ ہو مثلاً علوم اعتقادیہ، اعمال شرعیہ، اخلاق کمالیہ، احوال حسنہ اور دیگر تمام کا بیان ہے۔
(مرقاة المفاتيح، ١ : ٣٦٧)	

۲- دوسرے مقام پر قرآن ہی کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وكل شئی فصلناه تفصيلا (الاسراء)	اور ہر شے کو ہم نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

ان الفاظ قرآنی کے تحت تمام مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تمام امور کو تفصیلاً بیان فرمایا ہے خواہ ان کا تعلق دین سے ہے یا دنیا سے' چند کی آراء ملاحظہ کرلیجئے۔

ا۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶) ان الفاظ کا مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ای کل شئی بکم حاجة فی مصالح دینکم ودنیا کم فقد فصلنا و شرحاہ و ھو کقوله مافرطنافی الکتاب من شئی و قوله نزلنا علیک الکتاب تبینانالکل شئی
(مفاتیح الغیب پ ۱۵ : ۳۰۷)

یعنی ہر شے جس کی تمہیں دین و دنیا کے مصالح میں ضرورت تھی اسے ہم نے کامل طریقہ سے بیان کردیا ہے اس فرمان کا مفہوم اس فرمان کی طرح ہے ہم نے کتاب میں کوئی شے ترک نہیں کی اور اس فرمان کی طرح کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ہر شے کا بیان ہے۔

۲۔ قاضی بیضاوی (۶۸۵ ھ) لکھتے ہیں:

(وکل شئی) تفتقرون الیه فی الدین والدنیا (فصلناہ تفصیلا) بیناہ بیانا غیر ملتبس (انوار التنزیل مع شیخ زادہ' ۵ : ۳۶۰)

تم دین و دنیا میں جس کے محتاج تھے ہم نے اسے نہایت ہی واضح انداز میں بیان کردیا۔

۳۔ شیخ جاراللہ زمخشری (المتوفی ۵۳۸) رقمطراز ہیں:

(وکل شئی) مما تفتقرون الیه فی دینکم ودیناکم
(الکشاف' ۲ : ۲۴۰)

تمہیں جن دین و دنیا کے معاملات میں احتیاج تھی اسے ہم نے تفصیلاً بیان کردیا۔

قارئین آپ کسی بھی مفسر کی تفسیر کا اس آیت کے تحت مطالعہ کریں انہوں نے یہی الفاظ لکھے ہیں جو واضح عقیدہ عطا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تمام امور کو بیان فرمایا ہے خواہ ان کا تعلق دین سے ہے یا دنیا سے' البتہ ہر ایک کو اس کے علم و معرفت کے مطابق نصیب ہوگا لیکن جس ہستی کو خود قرآن سکھایا اس پر تو اس کا کوئی گوشہ مخفی نہیں رکھا۔ یہی وجہ ہے صحابہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے صبح سے لے کر شام تک خطبہ میں ہمیں ابتداء خلق سے لے کر دخول جنت تک تمام بیان فرمادیا تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''صحابہ اور علم نبوی'' کا مطالعہ کیجئے۔ یہی وجہ ہے امت مسلمہ اپنی نجی زندگی سے لے کر بین الاقوامی معاملات تک آپ ﷺ سے ہی راہنمائی لینا اپنا ایمان تصور کرتی ہے اس کی سیاست' معیشت اور حکومت اسی طرح اسلام کے تابع ہے جیسے ادائیگی نماز لہٰذا یہ کہنا آپ ﷺ محض دینی معاملات سے آگاہ ہیں اسلام کو دین ناقص قرار دینا ہے۔ اس کے لیے ہمارا مقالہ ''علم نبوی اور امرادینا'' قابل مطالعہ ہے۔

سرور عالم اور باطنی علوم

دوسری بات یہاں جو واضح کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو باطنی علوم سے بھی نوازا ہے' اوپر والی آیات میں صرف علوم ظاہری ہی مراد نہیں بلکہ باطنی بھی ان میں شامل ہیں' آیت مبارکہ:

علمک مالم تکن تعلم	ہم نے تمہیں وہ کچھ سکھادیا جو تم نہ
وکان فضل اللہ علیک	جانتے تھے اور تم پر اللہ کا فضل عظیم
عظیما (النساء: ۱۱۳)	ہے۔

کے تحت مفسرین کرام نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ کو باطن سے بھی

آ گاہ کر دیا گیا ہے۔

۱۔ امام محمود آ لوسی (۱۲۷۰) کے الفاظ ہیں۔

ای الذی لم تکن تعلم من خفیات الامور وضمائر الصدور ومن جملتها وجوہ ابطال کیدالکاذبین

یعنی جو تم مخفی امور اور سینوں کے راز نہ جانتے تھے ہم نے ان سے آ گاہ کر دیا اور ان میں منافقین کے فریب سے آ گاہی اور ان کا ازالہ بھی ہے۔

(روح المعانی: پ ۵۔ ۱۴۴)

۲۔ امام ابن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰) نے اوّلین و آ خرین کی تمام اخبار پر اطلاع مراد لی ہے۔

من خبر الاولین والاخرین وماکان وما ھو کائن من قبل

اوّلین و آ خرین اور جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونا ہے تمام سے آ گاہ کر دیا۔

(جامع البیان، ۴: ۳۷۳)

۳۔ امام ابوالبرکات نسفی حنفی نے دوسرا مفہوم یہ لکھا ہے۔

من خفیات الامور و ضمائر القلوب

آپ کو مخفی امور اور دلوں کے بھیدوں سے آ گاہ کر دیا۔

(مدارک التنزیل: ۱: ۴۲۹)

امام جلال الدین سیوطی نے اس موضوع پر مستقل کتاب ''الباہر فی حکم النبی بالباطن والظاہر'' لکھی جس کا ترجمہ بنام ''حضور کے ظاہر و باطن پر فیصلے'' ہم نے شائع کر دیا ہے۔ ہم یہاں صرف امام شہاب الدین خفاجی کے الفاظ نقل کر رہے ہیں۔

۱. فکان صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الناس باحکام ربہ وله الولایة العامة علی جمیع خلقه والامامة العظمی فکان یحکم بالقضا والسیاسة والافتاء و یحکم بالظاهر والباطن کالخضر علیه الصلاة والسلام قاله السیوطی

(نسیم الریاض: ۴: ۶۰)

آپ ﷺ اپنے رب کے احکام سے سب سے زیادہ آگاہ ہیں اور تمام مخلوق پر آپ کو ہی حکومت عامہ اور امامت عظمی حاصل ہے آپ نے بطور قاضی، مفتی اور بطور سیاسی رہنما فیصلے دیئے ظاہر و باطن پر فیصلے فرمائے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کیے اور سیوطی نے اس طرح لکھا ہے۔

۲۔ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

انما یحکم بالظاهر وقد کان له صلی اللہ علیه وسلم الحکم بالباطن لا طلاع اللہ له علیه

(نسیم الریاض، ۴، ۱۱۴)

حضور ﷺ نے ظاہر پر فیصلہ فرمایا ورنہ آپ ﷺ تو باطن پر بھی فیصلہ کر سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر مطلع فرمایا۔

امام غزالی نے اس مقام میں انہی دو معاملات پر تفصیلی گفتگو کی ہے اولاً کہ قرآن تمام علوم و معاملات کو شامل ہے ثانیاً علوم صرف ظاہری ہی نہیں باطنی بھی ہیں، قرآن کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فان القران لهو البحر المحیط المشتمل علی جمیع الاشیاء

قرآن بحر محیط ہے جو جمیع اشیاء پر مشتمل ہے۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

والله تعالی اخبرلی القرآن عن جمیع العلوم وجلی الموجودات و خفیها و صغیرها و کبیرها و محسوسها و معقولها	اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمام علوم اور موجودات کے جلی و خفی حقیر و کبیر اور محسوس و معقول کے متعلق خبر دے دی ہے۔

اور آپ ﷺ کے عقل مبارک کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

وکان عقله صلی الله علیه وسلم محیطا جمیع العلویات والسفلیات فکل کلمة من کلماته بل لفظه من الفاظه یوجد تحتها بحار الاسرار وکنوز الرموز	آپ ﷺ کا عقل مبارک تمام عالم علویات و عالم سفلیات دونوں پہ محیط تھی آپ کی ایک ایک بات بلکہ ہر ایک لفظ کے تحت اسرار و رموز کے بحر بے کنار اور انمول خزانے پنہاں ہیں۔

اس کے علاوہ انہوں نے علوم باطنیہ پر اپنے فلسفیانہ انداز میں بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔ چونکہ کچھ لوگ علمی طور پر کنویں کے مینڈک ہونے کی وجہ سے ان علوم کے سمندر کا انکار کرتے ہیں ان کی اصلاح کے لیے یہ مقالہ نہایت ہی مفید رہے گا۔

اللہ تعالیٰ صفہ فاؤنڈیشن کے اراکین کو جزا عطا فرمائے جو اس علمی مقالہ کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

دُعا گو

محمد خان قادری

کاروان اسلام، شادمان لاہور

۲۱ - دسمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ زَیَّنَ قُلُوْبَ خَوَاصِ عِبَادِہٖ بِنُوْرِ الْوَلَایَۃِ وَرَبّٰی اَزْوَاجَھُمْ بِحُسْنِ الْعِنَایَۃِ وَفَتَحَ بَابَ التَّوْحِیْدِ عَلَی الْعُلَمَاءِ الْعَارِفِیْنَ بِمِفْتَاحِ الدِّرَایَۃِ وَاُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ صَاحِبَ الدَّعْوَۃِ وَالرِّعَایَۃِ وَدَلِیْلِ الْاُمَّۃِ اِلَی الْھِدَایَۃِ وَعَلٰی اٰلِہٖ سُکَّانَ حَرَمِ الْحِمَایَۃِ

علم غیبی لدنی

ہمارے ایک دوست نے بیان کیا کہ ایک عالم نے اس علم غیب لَدُنّی کا انکار کیا ہے جس پر خواص صوفیاء کرام اعتماد کرتے ہیں اور جس کی طرف اہل طریقت منسوب ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ علم لدنی ان علوم کی نسبت زیادہ قوی اور محکم ہوتا ہے جو بندوں سے سیکھنے سے حاصل ہوتے ہیں، دوست موصوف نے یہ بھی بیان کیا کہ عالم مذکور کہتا ہے کہ میں صوفیاء کے علم کے تصور و بیان پر قادر نہیں ہوں اور میرے خیال میں دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ سیکھنے اور حاصل کرنے کے بغیر محض فکر و غور سے علم حقیقی میں گفتگو کر سکتا ہو ہم نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہ اس شخص کو تحصیل علم کے طریقوں کا پتہ ہے اور نہ اسے انسانی نفس اور اس کی صفات کے متعلق کسی طرح کا علم و درایت حاصل ہے کہ کیونکر نفس انسانی علامات غیب اور علم ملکوت کو قبول کرتا ہے ہمارے دوست نے یہ بھی کہا ہاں وہ شخص کہتا ہے کہ علم صرف فقہ، تفسیر قرآن اور کلام پر موقوف ہے اس کے علاوہ کوئی علم نہیں اور یہ تمام علوم سیکھنے اور سمجھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن بحرِ محیط اور تمام اشیاء پر مشتمل ہے:

ہم نے کہا کہ بہت اچھا تو پھر علم تفسیر کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟

فان القرآن هو البحر المحيط المشتمل على جميع الاشياء وليس جميع معانيه وحقائق تفسيره مذكورة في هذا التصانيف المشهورة	کیونکہ قرآن تو ایک بحرِ محیط ہے جو جمیع اشیاء پر مشتمل ہے اور اس کے تمام معانی اور اس کے تفسیری حقائق ان تصانیف میں مذکور نہیں ہیں جو عوام میں مشہور ہیں۔

بلکہ تفسیر تو کچھ اور ہی چیز ہے اور جو اس مدعی کو معلوم ہے اس کا نام تفسیر نہیں ہے اس شخص نے کہا کہ ان مشہور و معروف تفاسیر جو قشیری، ثعلبی اور ماوردی وغیرہ کی طرف منسوب ہیں کے سوا اور کوئی تفاسیر ہی موجود نہیں ہیں میں نے کہا کہ وہ شخص راہ حقیقت سے دور ہو گیا ہے کیونکہ امام سلمی نے اپنی تفسیر میں بعض محققین سے ایسے مفاہیم جمع کیے ہیں جو تحقیق کے زیادہ قریب ہیں اور یہ کلمات بقیہ تفاسیر میں مذکور نہیں ہیں۔

حقائق علوم سے بے خبری:

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص جب فقہ، کلام اور عام تفاسیر کے سوا کسی اور چیز کو علوم میں شمار ہی نہیں کرتا تو وہ علوم کی اقسام و تفاصیل، مراتب و حقائق اور ان کے ظاہری و باطنی نکات سے بالکل ناواقف ہے دنیا کی عادت سی ہو گئی ہے کہ جو شخص کسی چیز سے واقف نہ ہوتا ہو وہ فوراً اس کا انکار کر دیتا ہے اسی طرح اس مدعی علم کا کام و دہن بھی شراب حقیقت سے لذت آشنا نہیں اور نہ اس کو اسرار علم لدنی سے آگاہی ہے اس لیے وہ کیونکر اس کا اقرار کرے گا یہ بات تو ہمیں بھی پسند نہیں کہ جب تک وہ ان اسرار سے معرفت و آشنائی پیدا نہ

کرے محض تقلید اور تخمینے سے اس کا اقرار کرے اس دوست نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مراتب علوم کا کچھ تذکرہ فرمائیں اور اس علم کو صحیح ثابت کریں اور اس کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے اس کا اثبات کریں ہم نے کہا کہ اس مسئلہ کا بیان و تفصیل تو بہت دشوار ہے لیکن جو کچھ ہمیں سمجھ آیا ہم اس کو اپنے حال اور وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس علم کے کچھ مقدمات کو بیان کریں گے ہم کلام کو طول نہیں دینا چاہتا کیونکہ بہترین کلام وہ ہے جو قلیل اور پُر معنی ہو اور ہم نے اللہ تبارک تعالیٰ سے توفیق اور اعانت طلب کی اور اس علم کے متعلق اپنے فاضل دوست کا مسئلہ حل کیا۔

فصل

فضیلت علم:

یاد رکھیں، کہ علم ''نفس ناطقہ مطمئنہ'' کے اشیاء کے حقائق اور ان کی ان صورتوں کے تصور کا نام ہے۔ جو مادہ سے خالی ہوں۔ یہ تصور اشیاء کے عین' کیفیت' مقدار اور جوہر سے ہوتا ہے اور اگر وہ منفرد ہوں تو ان کی ذات سے بھی ہوتا ہے اور علم اس ذات کا نام ہے جو محیط' مدرک اور متصور ہو اور معلوم اس شے کی ذات کا نام ہے جس کا علم نفس میں منقوش ہو جاتا ہے اور علم کی شرافت اس کے معلوم کی شرافت کے مطابق ہوتی ہے۔

سب سے افضل علم:

اس میں شک نہیں ہے کہ سب معلومات سے افضل و اعلیٰ اور اشرف و اجل اللہ تعالیٰ ہے جو صانع و مبدع اور سچا اور ایک ہے اس کا علم یعنی علم توحید سب علوم سے افضل اجل اور اکمل ہے اور اس علم کی تحصیل جمیع عقلا پر ضروری اور لازم ہے جیسا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ''علم کا حصول ہر مسلم پر فرض ہے۔''

نیز آنحضرت ﷺ نے اس علم کی جستجو کے لیے سفر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ ''علم کی جستجو کرو خواہ وہ چین ہی میں کیوں نہ ہو۔''

اس علم توحید کا جاننے والا تمام علماء سے افضل ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بزرگ ترین مراتب کا ذکر کرتے ہوئے ان کو مخصوص کیا اور فرمایا:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ ''اللہ تعالیٰ فرشتے اور علماء اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

علماء علم توحید کا کامل اطلاق تو انبیاء پر ہوتا ہے اور اس کے بعد ان علماء پر ہوتا ہے جو انبیاء کے وارث ہیں۔

علم توحید دوسرے علوم کی نفی نہیں کرتا:

اور یہ علم بلاشبہ اپنی ذات کے اعتبار سے اعلیٰ اور بنفسہ کامل ہے لیکن یہ دیگر علوم کی نفی نہیں کرتا بلکہ بہت سے مقدمات کے بغیر یہ حاصل ہی نہیں ہوسکتا اور یہ مقدمات مختلف علوم مثلاً افلاک اور آسمانوں اور جمیع مصنوعات کے علم سے ہی حاصل ہوتے ہیں اور علم توحید سے دیگر علوم پیدا ہوتے ہیں جن کا ہم مناسب جگہ پر تذکرہ کریں گے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ معلوم سے قطع نظر ہر علم اپنی ذات کے اعتبار سے اعلیٰ ہوتا ہے حتیٰ کہ علم سحر بذاتہٖ اچھا ہے اگرچہ وہ باطل ہے کیونکہ علم جہل کی ضد اور جہل لوازم ظلمت میں سے ہے اور ظلمت کا مرتبہ سکون اور سکون عدم سے قریب ہے اور باطل اور گمراہی کا تعلق اسی قسم سے ہے جب جہل، عدم کا حکم رکھتا ہے اور علم وجود کا تو وجود عدم سے افضل ہوتا ہے اور ہدایت، حق اور

نور سب کا تعلق وجود سے ہے اور جب وجود عدم سے برتر ہے تو علم جہل سے شریف تر ہوا کیونکہ جہل تاریکی ونابینائی اور علم آنکھ اور روشنی کی مانند ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما یستوی الاعمی والبصیر والا الظلمات ولا النور

''اور بینا نابینا کے اور تاریکی روشنی کے مساوی نہیں ہوتی۔''

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان اشارات سے اس امر کی تصریح فرمائی ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِیْ الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لاَيَعْلَمُوْنَ

''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟''

تو علم جہل سے بہتر ٹھہرا اور جہل لوازمِ جسم اور علم لوازمِ نفس ہے اور نفس جسم سے افضل ہے اور علم کی بہت سی قسمیں ہیں جن کو ہم دوسری فصل میں بیان کریں گے۔ عالم کے لیے جستجوئے علم کی کئی راہیں ہیں جن کا ذکر ہم کسی اور فصل میں کریں گے۔

نفس کی پہچان:

فضیلت علم کی پہچان کے بعد اب آپ کی نظر نفس کی پہچان پر ہونی چاہیے کیونکہ نفس ہی علوم کی تختی اور ان کا محل ومقام ہے کیونکہ جسم تو محدود ومتناہی ہونے کی وجہ سے علم کا محل نہیں بن سکتا اور اس میں کثرت علوم کے لیے گنجائش نہیں ہوتی اس پر صرف نقوش و خطوط ہی ٹھہر سکتے ہیں ہاں نفس جمیع علوم کو بے روک ٹوک قبول کرسکتا ہے اور کسی طرح کی تکان اور زوال اس کی سدّ راہ نہیں بن سکتا اب ہم مختصر طور پر نفس کی تشریح کریں گے۔

فصل

نفس اور روح انسانی

واضح رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو مختلف چیزوں سے پیدا کیا ہے۔

(۱) ان میں سے ایک جسم ہے جو تاریک و کثیف اور بناؤ بگاڑ کے عمل کے تحت ہے اس کی ترکیب و ترتیب مٹی سے ہے اور یہ اپنی تکمیل میں غیر کا محتاج ہے۔

(۲) دوسری چیز نفس ہے جو جوہر مفرد، روشنی دینے والا، ادراک کرنے والا، فاعل، محرک اور آلات و اجسام کی تکمیل کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جسم کو اجزائے غذا سے ترکیب دی اور راکھ کے اجزاء سے اس کی پرورش کی، اس کی بنیاد تیار کی، ارکان و اعضاء اور اطراف معین کیے لیکن جوہر نفس کو اس نے اپنے ایک ہی کامل مکمل اور مفید امر سے ظہور عطا فرمایا۔

نفس سے کامل جوہر مراد ہے

نفس سے ہماری مراد وہ قوت نہیں جو غذا طلب کرتی ہے یا وہ قوت جو غصے اور شہوت کو حرکت دیتی ہے اور نہ وہ قوت جو دل میں سکون پذیر ہے اور زندگی پیدا کرنے والی ہے وہ حس کو ظاہر اور قلب سے تمام اعضاء کی طرف حرکت کو منتقل کرتی ہے اس قوت کا نام روح حیوانی ہے حس و حرکت، شہوت و غضب اس کی فوج میں داخل ہیں اور غذا طلب کرنے والی قوت جو جگر میں سکونت رکھتی ہے وہ روح طبعی کہلاتی ہے ہضم اور اخراج فضلہ اس کی صفات ہیں اور قوت متصورہ، قوت مولدہ، قوت نامیہ اور دیگر فرمانبردار قوتیں سب جسم کی خادم اور جسم روح حیوانی کا خادم ہے کیونکہ وہ اس سے قوت حاصل کرتا ہے اور اس کی تحریک کے مطابق عمل کرتا ہے نفس سے ہماری مراد کامل جوہر ہے: جس کا کام صرف یاد کرنا، حفظ کرنا،

تفکر و تمیز اور غور و خوض کرنا ہے وہ تمام علوم کو قبول کرتا ہے اور ان مجرد صورتوں کے تصور و قبول سے بالکل نہیں تھکتا جو مادہ سے خالی ہوتی ہیں یہ جوہر تمام روحوں کا سردار اور تمام قوتوں کا امیر ہے سب اس کی خدمت کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

نفس ناطقہ کے مختلف نام:

اس جوہر نفس ناطقہ کو ہر قوم اپنے خاص نام سے موسوم کرتی ہے حکماء اس جوہر کو نفس ناطقہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید اسے نفس مطمئنہ اور روحِ امری کے نام سے پکارتا ہے۔ صوفیاء اس کا نام قلب رکھتے ہیں۔ اسماء عبارات گو مختلف ہیں لیکن معنی ایک ہی ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں قلب، روح اور مطمئنہ سب نفس ناطقہ کے نام ہیں اور نفس ناطقہ وہ زندہ جوہر ہے جو کام اور ادراک کرنے والا ہے اور جب ہم روح مطلق یا قلب کہتے ہیں تو اس سے ہمارا مقصود یہی جوہر ہوتا ہے اور صوفیاء روح حیوانی کو نفس کہتے ہیں اور شریعت بھی اس پر وارد ہوئی ہے فرمایا تمہارا سب سے بڑا دشمن اپنا نفس ہے شارع علیہ السلام نے بھی نفس کا نام استعمال کیا بلکہ اضافت سے اس کی تاکید و توثیق بھی فرمائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ   ''تمہارا نفس وہ ہے جو تمہارے دو پہلوؤں کے درمیان ہے۔''

اور اس ارشاد گرامی سے آپ نے قوت شہوانی و غضبی کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ یہ دونوں قلب سے پیدا ہوتی ہیں جو دو پہلوؤں کے درمیان ہے جب آپ کو ناموں کا فرق معلوم ہو گیا تو آپ اس امر کو بھی سمجھ لیں کہ اربابِ بحث و تحقیق اس نفیس جوہر کو مختلف طریقوں سے تعبیر کرتے اور اس کے متعلق مختلف آراء رکھتے ہیں اور مشہور اہل کلام و مجادلہ نفس کو جسم شمار کرتے اور کہتے ہیں کہ وہ ایک لطیف جسم ہے اور اس کثیف جسم کے مقابل ہے ان کی رائے میں روح و جسم میں لطافت و کثافت ہی کا فرق ہے ان میں سے بعض روح کو عرض

کہتے ہیں اور بعض اطباء بھی اسی طرف مائل ہیں اور بعض کا یہ قول ہے کہ خون روح ہے اور سب نے رائے قائم کرنے میں تخیل پر قناعت کی اور تیسری قسم کی جستجو نہیں کی۔

اقسام تین ہیں:

حالانکہ قسمیں تین ہیں۔

۱۔جسم، ۲۔عرض ۳۔اور جوہر فرد۔

روح حیوانی جسم لطیف ہے گویا وہ روشن چراغ ہے جو دل کے شیشے میں رکھا ہوا ہے اس سے ہماری مراد وہ صنوبری شکل ہے جو سینے میں لٹک رہی ہے اور زندگی چراغ کی روشنی، خون اس کا تیل حس وحرکت اس کا نور شہوت اس کی حرارت اور غصہ اس کا دھواں ہے اور غذا طلب کرنے والی قوت جس کا مسکن جگر ہے اس کا خادم سنتری اور وکیل ہے یہ روح جمیع حیوانات میں موجود ہوتی ہے اور انسان جسم ہے اور اس کی صفات اعراض ہیں یہ روح علم کی طرف راستہ نہیں پا سکتی نہ اس کو مخلوق کا طریق معلوم اور نہ اسے خالق کے حقوق کی پہچان ومعرفت ہے وہ محض ایک خادم اور قیدی ہے جو بدن کی موت کے ساتھ ہی مر جاتا ہے۔ اگر خون زیادہ ہو جائے تو یہ چراغ افراط حرارت کی وجہ سے اور اگر کم ہو جائے تو کمی حرارت سے گل ہو جاتا ہے اس چراغ کا گل ہو جانا جسم کی موت کا باعث ہوتا ہے یہ روح اللہ تعالیٰ اور شارع علیہ السلام کے احکام کی مکلف نہیں کیونکہ چوپائے اور دیگر حیوانات شرعی احکام کے مکلف ومخاطب نہیں ہیں اور انسان کو ایک اور حقیقت کی وجہ سے مکلف اور مخاطب کیا جاتا ہے اور یہ معنی دیگر حیوانات میں نہیں پایا جاتا اور صرف انسان کے ساتھ خاص ہے اور یہ حقیقت نفس ناطقہ اور روح مطمئنہ ہے یہ روح نہ جسم ہے نہ عرض کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ

''اے رسول اللہ کہہ دیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً

''اے امن واطمینان والے نفس اپنے پروردگار کی طرف ایسی حالت میں رجوع کر کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا حکم نہ جسم ہے نہ عرض بلکہ عقل اوّل اور لوح قلم کی طرح یہ بھی قوت الٰہی ہے یہ قوائے الٰہی اجزائے لاتجزی اور مادہ سے علیحدہ ہیں بلکہ محض روشنی والا معقول اور غیر محسوس میں روح وقلب ہمارے نزدیک ان اجزا کی طرح ہیں اور بگڑنے، پراگندہ، فنا ہونے اور مرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ بلکہ بدن سے جدا ہو جاتے ہیں اور قیامت کے دن پھر اسی جسم میں واپس آنے کے منتظر رہتے ہیں جیسا کہ شریعت میں وارد ہے۔

اور قطعی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ روح ناطق نہ جسم ہے اور نہ عرض بلکہ وہ ثابت لائم اور غیر فاسد جوہر ہے ہم دوبارہ ثبوت پیش کرنے اور دلائل لانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہ دلائل مسلمہ اور مذکور ہیں، جو شخص ان کی تصدیق کا طالب ہو اسے ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو اس فن سے مناسب ہیں۔ ہمارے طریقے میں برہان وحجت پیش نہیں کی جاتی بلکہ ہم مشاہدہ اور روایت ایمانی پر اعتماد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے روح کو کبھی اپنے امر کی طرف اور کبھی اپنی عزت کی طرف مضاف کیا اور فرمایا:

فَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ

''میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔''

نیز فرمایا:

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ

''کہو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔''

نیز فرمایا:

وَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا "اور ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی۔"

اور اللہ تعالیٰ اس بات سے بالاتر ہے کہ جسم یا عرض کو اپنی طرف منسوب کرے کیونکہ یہ دونوں خسیس، تغیر پذیر، سریع الزوال اور فاسد ہو جانے والے ہوتے ہیں اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ "روحیں اکٹھے کیے ہوئے لشکر ہوتے ہیں۔"

نیز فرمایا:

اَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ فِیْ حَوَاصِلِ طُيُوْرٍ خُضْرٍ "شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔"

اور عرض جوہر کے فنا ہونے کے بعد باقی نہیں رہتا کیونکہ وہ قائم بالذات نہیں ہے اور جسم میں اس امر کی قابلیت ہے کہ وہ تحلیل ہو کر وہی کیفیت اختیار کرے جو مادہ وصورت سے مرکب ہونے سے قبل تھی جیسا کہ کتابوں میں مذکور ہے ان آیات واحادیث اور عقلی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ روح جو کامل حی بالذات ہے اس سے دین میں اصلاح وفساد آتا ہے، روح طبعی روح حیوانی اور تمام قوتیں اس کے سپاہی ہیں یہ جوہر معلومات کی صورتیں اور موجودات کے حقائق قبول کرتا ہے اور ان کے عین اور ذات سے مشغول نہیں ہوتا۔ نفس اس امر پر قادر ہے کہ انسان کو دیکھے بغیر انسانیت کی حقیقت کو معلوم کر لے جیسا کہ اس نے فرشتوں اور شیاطین کی حقیقت معلوم کر لی ہے اور ان کے اجسام کو دیکھنے کا محتاج نہ ہوا کیونکہ اکثر انسانوں کے حواس ملائکہ وشیاطین تک نہیں پہنچ سکتے۔

صوفیاء کی ایک جماعت کا قول ہے کہ جس طرح جسم کی آنکھیں ہوتی ہیں اسی طرح دل کی بھی آنکھ ہے ظاہری چیزیں ظاہری آنکھ سے اور باطنی اشیاء عقل کی آنکھ سے

دکھائی دیتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

ما مِنْ عَبْدٍ اِلاَّ وَلِقَلْبِہٖ عَیْنَانِ وَھُوَ یُدْرِکُ بِھِمَا الْغَیْبَ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا فَتَحَ عَیْنَی قَلْبِہٖ لِیَرٰی مَا ھُوَ غَائِبٌ عَنْ بَصَرِہٖ

ہر بندے کے دل کی دو آنکھیں ہوتی ہیں جن سے وہ غیب کا ادراک کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی چاہتا ہے تو اس کے قلب کی دونوں آنکھوں کو کھول دیتا ہے تاکہ وہ ان چیزوں کو بھی دیکھ لے جو اس کی ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔

اور یہ روح بدن کے مرنے کے ساتھ نہیں مرتی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دروازے کی طرف بلالیتا ہے اور فرماتا ہے:

اِرْجِعِی اِلٰی رَبِّکَ ''اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔''

اور وہ بدن سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اعراض کر لیتا ہے اس اعراض کی وجہ سے حیوانی اور طبعی قوتیں معطل ہو جاتی ہیں۔ حرکت سکون سے بدل جاتی ہے اور اس سکون کا نام موت ہے اہل طریقت یعنی صوفیا جسم کی نسبت روح اور قلب پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں چونکہ روح باری تعالیٰ کے حکم سے ہے اس لیے بدن میں اس کی موجودگی بطور مسافر ہوتی ہے اور اس کی توجہ اپنے اصل اور مرجع ہی کی طرف رہتی ہے جب وہ قوی ہو تو وہ جسم کی نسبت اپنے اصل سے زیادہ فوائد حاصل کرتا ہے اور طبیعت کی آلائشوں سے پاک رہتا ہے۔

جب آپ اس امر سے واقف ہو چکے کہ روح جوہر فرد یعنی جزو لایتجزیٰ ہے اور جسم کے لیے مکان ضروری ہے اور عرض جوہر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا تو آپ کو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ جو نہ کسی محل میں اترتا اور کسی مکان میں رہتا ہے جسم نہ روح کا مکان ہے نہ قلب کا محل بلکہ بدن، آلہ روح، وسیلہ قلب اور نفس کی سواری ہے روح بذاتہ نہ بدن سے متصل ہے

اور نہ اس سے منفصل بلکہ وہ بدن کے لیے مفید و فیض رساں ہے اور اس کی طرف متوجہ بھی ہوتی ہے دماغ پر سب سے پہلے اس کے نور کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ دماغ روح کی خاص جلوہ گاہ ہے اس کا اگلہ حصہ اس کا سنتری وسطی وزیر و مدبر اور پچھلا حصہ خزانہ و خزانچی ہے اور باقی تمام اجزائے دماغ پیادے اور سوار ہیں۔ روحِ حیوانی اس کی خادم روح طبیعی وکیل بدن گھوڑا' دنیا میدان' زندگی مال و سامان' حرکت تجارت' علم منافع' آخرت منزل مقصود شریعت رہگذر و سبیل نفس امارہ سنتری' اور نقیب' نفس لوامہ جگانیوالا' حواس خمسہ جاسوس و معاون' دین زرہ' عقل استاد اور حس شاگرد ہے اور اللہ تعالیٰ ان سب کے اوپر نگران ہے اور وہ نفس جس کے یہ سامان وصفات ہیں بذاتہ اس جسم کثیف کی طرف متوجہ یا اس سے متصل نہیں ہوتا بلکہ اسے فائدہ پہنچاتا ہے اور اس کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف رہتا ہے اس سفر کے دوران روح صرف طلب علم میں مصروف رہتی ہے کیونکہ علم قیامت میں اس کا لباس ہوگا کیونکہ مال و اولاد کا لباس دنیا کی چندروزہ زندگی کی زیب و زینت ہے جس طرح آنکھ اشیاء کے دیکھنے میں مشغول ہے اور کان آوازیں سننے پر مداومت کرتا ہے اور زبان باتوں کی ترکیب کے لیے تیار رہتی ہے اور روح حیوانی لذات غصبیہ کی مرید اور روح طبیعی لذات خورد و نوش کی دلدادہ ہے اور روح مطمئنہ یعنی دل صرف علم کی طالب ہے اسی لیے اس کی رضا وابستہ ہے عمر بھر علم ہی حاصل کرتے میں مشغول رہتی ہے تادم مفارقت اس کے تمام دن زیور علم سے آراستہ ہوتے ہیں اگر وہ علم کے علاوہ کوئی اور چیز قبول کر بھی لے تو وہ محض بدن کی مصلحت کے لیے کرتی ہے نہ کہ اپنی ذات کے لیے یا اپنے اصل کی محبت کے لیے جب آپ کو روح کے حالات اس کی بقا' دوام اور علم کے ساتھ اس کے عشق و شغف سے آگاہی ہوگئی ہے تو آپ پر لازم ہے کہ کئی اقسام کے علوم سیکھیں' علم کی بہت سی قسمیں ہیں ہم ان کو مختصر اشمار کرتے ہیں۔

فصل

علم کی اقسام واصناف

واضح رہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں' ایک شرعی' دوسرے عقلی۔ اور اکثر شرعی علوم ان علوم کے جاننے والے آدمی کے نزدیک عقلی اور اکثر عقلی علوم ان کے ماہرین کے نزدیک شرعی ہوتے ہیں۔

وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُوْرًا فَمَا لَهُ مِنْ نُوْرٍ

"اور جس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور سے حصہ نہ ہو وہ نور سے محروم رہتا ہے۔"

پہلی قسم (علم شرعی) فی نفسہ دو قسمیں ہیں:

(ا) ایک اصولی علم (توحید) ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی ذات' اس کی صفات قدیمہ و فعلیہ اور متعدد ذاتی صفات پر بحث کرتا ہے اور طریق مذکور کے مطابق ان کے اسماء معین کرتا ہے نیز یہ علم انبیاء' آئمہ اور صحابہ کے حالات پر بحث کرتا ہے اور موت وحیات' حالات قیامت' بعث حشر' حساب اعمال اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے متعلق بحث وتمحیص کرتا ہے اس علم کے ارباب نظر پہلے اللہ تعالیٰ کی آیات قرآنی کے ساتھ تمسک کرتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی احادیث و آثار سے دلیل اخذ کرتے ہیں اس کے بعد دلائل عقلیہ و براہین قیاسیہ کی طرف جاتے ہیں قیاس جدلی وقیاس عنادی اور ان دونوں کے متعلقات ولوازم کے مقدمات منطق وفلسفہ سے اخذ کرتے ہیں ان لوگوں نے اکثر الفاظ کو ایسے محل و مواقع پر استعمال کیا ہے جن کے یہ الفاظ موضوع نہیں تھے اور وہ جوہر عرض' دلیل نظر' استدلال اور حجت کی اصطلاحات سے اپنی عبارات کو تعبیر کرتے ہیں ان

الفاظ کے معانی ہر قوم کے نزدیک خاص ہوتے ہیں جو دیگر اقوام کے معانی سے مختلف ہوتے ہیں حتیٰ کہ حکماء جوہر سے کچھ مراد لیتے ہیں اور صوفیاء اس سے کچھ اور معنی مراد لیتے ہیں اور اہل کلام ان سے بھی مختلف ہیں۔

اس کتاب کا یہ منشاء نہیں ہے کہ قوم کی آراء کے مطابق ان الفاظ کے معانی کی تحقیق کی جائے اس لیے ہم اس کو نہیں چھیڑیں گے جو لوگ اصول اور علم توحید میں خاص طور پر کلام کرتے ہیں ان کا لقب متکلمین یا اہل کلام ہے کیونکہ علم کلام کا نام علم توحید مشہور ہوا ہے اور علم اصول میں سے ایک علم تفسیر ہے کیونکہ قرآن جمیع اشیاء میں سب سے عظیم سب سے زیادہ روشن سب سے زیادہ بزرگ سب سے زیادہ معزز ہے۔

ہر آیت کے سات باطن:

اس علم میں اسقدر مشکلات ہیں کہ ان کا احاطہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا فہم عطا فرمایا ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيَاتِ الْقُرْآنِ اِلَّا وَلَهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِبَطْنِهٖ بَطْنٌ اِلٰى سَبْعَةِ اَبْطُنٍ

ہر قرآنی آیت کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن اور باطن کا بھی باطن ہوتا ہے حتیٰ کہ ہر ایک آیت کے سات باطن ہوتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ہر ایک آیت کے نو باطن ہوتے ہیں۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے قرآن کریم کے ہر حرف کے لیے ایک حد اور ہر ایک حد کے لیے ایک مطلع ہوتا ہے۔

قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے:

بلکہ قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔

والله تعالیٰ اخبر فی القرآن عن جمیع العلوم وجلی الموجودات وخفیها وصغیرها وکبیرها و محسوسها معقولها	اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جمیع علوم اور موجودات کے جلی و خفی، صغیر و کبیر اور محسوس و معقول تمام کے متعلق خبر دے دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک کا اشارہ اسی امر کی طرف ہے:

وَلاَ رَطْبٍ وَلاَیَابِسٍ اِلاَّ فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ	ہر چیز خشک ہو یا تر کتاب مبین میں منضبط ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِیَدَّبَّرُوا وَلِیَتَذَکَّرُوْا اُوْلُوْا الاَلْبَابِ	ان کو آیات الٰہی پر غور و تدبر کرنا چاہیے اور ارباب عقل کو نصیحت پذیر ہونا چاہیے۔

حق قرآن کون ادا کر سکتا ہے:

جب قرآن کا معاملہ سب امور سے بڑا ہے تو کون مفسر اس کا حق ادا کر سکتا ہے، اور کون عالم اس سے کما حقہ، عہدہ برآ ہو سکتا ہے، مانا کہ ہر مفسر نے اپنی طاقت و استعداد کے مطابق اس کی شرح کی ابتداء کی اور اپنی اپنی قوت عقلی اور بساط علمی کے اندازے سے اس کی تفسیر و بیان میں مرکب رانی کی اور سب نے کچھ نہ کچھ کہا اور جو کچھ کہا حقیقت کے مطابق کہا، علم قرآنی علم اصول و فروع علم شرعی اور عقل پر دلالت کرتا ہے۔ مفسر پر واجب ہے کہ قرآن کریم پر مختلف وجوہ و حیثیات سے غور کرے۔ لغت، استعارے، ترکیب لفظ، مراتب نحو، عادت عرب، امورِ حکماء اور کلام صوفیاء پر غور و خوض کرنے کے بعد کہیں تفسیر درجہ تحقیق سے قریب ہوتی ہے اگر ایک ہی حیثیت اور ایک ہی فن پر قناعت کی جائے تو حق تفسیر ادا کرنا اور بیان قرآن سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں ہے اور حجت ایمان اور تمام برہان کی ذمہ داری

ایسے مفسر کے سر پر بدستور قائم رہتی ہے اور علم اصول کی ایک شاخ علم حدیث بھی ہے عقل نبوی تمام علویات وتعلیمات کو محیط ہے نبی ﷺ عرب وعجم کے فصیح ترین متکلم اور ایسے معلم واستاد جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کا مرکز ومحیط بنایا اس لیے آپ ﷺ کی عقل مبارک کا یہ عالم ہے۔

عقل نبوی تمام علومات وسفلیات پر محیط ہے:

وکان عقله الله محیطا بجمیع العلویات والتعلیات فکل کلمة من کلماته بل لفظه من الفاظه یوجد تحتها بحار الاسرار و کنوز الرموز

آپ کی عقل تمام عالم علویات و عالم سفلیات دونوں پر محیط تھی' آپ کی ایک ایک بات بلکہ ہر ایک لفظ میں اسرار ورموز کے بحر بے کنار اور خزانے پنہاں ہیں۔

اس لیے آپ کے آثار واخبار کو جاننا اور آپ کی احادیث کی معرفت حاصل کرنا ایک بہت بڑا کام اور دشوار امر ہے کوئی شخص علم کلام نبوی کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ شارع الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اور پیروی سے اپنے نفس کو مزین نہ کرلے' اور شرع نبی ﷺ کی متابعت واقتدا سے اپنے دل کی کجی روی نہ کردے جس شخص کا یہ ارادہ ہو کہ وہ تفسیر قرآن' تاویل احادیث بھی کرلے اور اس کا کلام درست بھی رہے اس پر اولاً علم لغت کا سیکھنا' نحو میں تبحر ومہارت پیدا کرنا' محاورہ اعراب سے واقفیت ورسوخ حاصل کرنا' اور اقسام حرف میں دسترس حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ علم لغت جمیع علوم کی سیڑھی ہے جس کو لغت کی پہچان نہ ہو اس کے لیے تحصیل علوم کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی کیونکہ جو شخص کسی سطح مرتفع پر چڑھنا چاہے اس پر پہلے سیڑھی لگانا لابدی ہے اور اس کے بعد وہ اس سطح کی طرف بڑھنے کی امید کرسکتا ہے اور علم لغت ایک عظیم الشان وسیلہ وذریعہ اور مہتم باشان سیڑھی ہے

اور علم لغت کی پہلی منزل حروف وادوات کا پہچاننا ہے اور وہ مفرد کلموں کے قائم مقام ہے اس کے بعد افعال کا پہچاننا ضروری ہے مثلاً ثلاثی رباعی وغیرہ لغت دان کو چاہیے کہ وہ اشعار عرب میں غور وفکر کرے جن میں سب سے زیادہ معتبر اور اولیٰ زمانہ جاہلیت کے اشعار ہیں کیونکہ ان سے دل کی تنقیح اور نفس کو راحت ملتی ہے شعر وادوات واسماء کے علاوہ علم نحو کی تحصیل بھی ضروری ہے کیونکہ وہ علم لغت کے لیے ایسا ہی ہے جیسے سونے اور چاندی کے لیے ترازو، علم حکمت کے لیے منطق شعر کے لیے علم عروض، کپڑوں کے لیے گز اور غلے کے لیے مکیال، اور جب تک کوئی چیز ترازو سے وزن نہ کی جائے اس میں زیادت وکمی کی اصلیت ظاہر نہیں ہوتی علم لغت، علم تفسیر وعلم حدیث کا ذریعہ اور علم قرآن وحدیث علم توحید کا راہنما ہے اور علم توحید وہ چیز ہے کہ بندوں کے نفس صرف اسی کے ذریعے نجات اور خوف محشر و معاد سے رستگاری حاصل کر سکتے ہیں یہ علم اصول کی تفصیل ہے۔

۲۔ علم شرعی کی دوسری قسم علم فروع ہے علم کی دو قسمیں ہیں ایک علمی دوسری عملی علم اصول علمی اور علم فروع عملی ہوتا ہے اور یہ عملی علم تین حقوق پر مشتمل ہوتا ہے۔

عملی علم اور تین حقوق:

(۱) پہلے اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور وہ ارکان عبادات مثلاً طہارت ونماز، زکوٰۃ، حج، جہاد، اذکار ووظائف، عیدین اور جمعہ اور ان کے علاوہ دیگر نوافل وفرائض ہیں۔

(۲) دوسرے حقوق بندوں کے ہیں اور یہ رسوم عادات کے ابواب ہیں جو دو صورتوں میں جاری ہیں اوّل معاملات مثلاً بیع، شرکت، ہبہ، قرض، دین، قصاص اور دیت کی تمام قسمیں دوم معاقدات مثلاً نکاح، طلاق، عتق، رق، فرائض اور ان کے متعلقات فقہ انہی دو حقوق کا نام ہے علم فقہ معزز مفید عام اور ضروری ہے اور چونکہ اس کی ضرورت عام طور پر پڑتی ہے اس لیے لوگ اس سے مستغنی نہیں

ہو سکتے۔

(۳) تیسرا حق نفس کا ہے اور وہ علم اخلاق ہے۔ اخلاق یا تو مذموم ہوتے ہیں اور ان کا ترک وانقطاع لازم ہوتا ہے یا اچھے ہوتے ہیں اور ان کو حاصل کرنا اور نفس کو ان سے آراستہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اخلاق مذمومہ اور اوصاف حمیدہ قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں بیان ہو چکے ہیں، اور وہ عام طور پر مشہور ہیں جس نے اخلاق حمیدہ میں سے کسی ایک کو حاصل کر لیا جنت میں داخل ہو گیا۔

علم عقلی کے تین مراتب:

علم کی دوسری قسم علم عقلی ہے۔ یہ بڑا مشکل علم اس میں انسان کا فکر و دماغ غلطی و درستی کا مورد ہدف بنا رہتا ہے اس علم کے تین مراتب ہیں۔

(۱) پہلا مرتبہ ریاضی و منطق کا ہے حساب ریاضی کی ایک قسم ہے اور عدد پر بحث کرتا ہے اور علم ہندسہ بھی ریاضی کی قسم ہے اس میں مقدار و اندازہ اور اشکال پر بحث ہوتی ہے اور علم ہیت جو ریاضی کی تیسری قسم ہے یہ علم افلاک و نجوم اور علم اقالیم زمین اور ان دیگر علوم پر مشتمل ہے جو ان سے متعلق ہیں علم نجوم اور علم موالید و طوالع اسی علم کی شاخیں ہیں ان اشیاء کی حدود و تعریف اور قانون و احکام پر بحث ہوتی ہے جن کا تصور سے ادراک ہوتا ہے اور جو علوم تصدیق کے ذریعہ سے حاصل ہوتے ہیں ان پر دلیل و قیاس کے طریق سے بحث ہوتی ہے علم منطق کی ابتداء مفردات سے ہوتی ہے اس کے بعد وہ بالترتیب مرکبات، قضایا، اقسام قیاس اور مطلب دلیل و برہان کی طرف دورہ کرتا ہے اور اسی مقام پر منطق ختم ہو جاتی ہے۔

(۲) دوسرا مرتبہ علم طبعی کا ہے اس علم میں جسم مطلق' ارکان عالم' جواہر واعراض حرکت و سکون' آسمانوں کے حالات اور اشیائے فعلیہ وانفعالیہ پر بحث ہوتی ہے نیز اس بات سے آگاہی ہوتی ہے کہ کیونکہ حواس اپنے محسوسات کا ادراک کرتے ہیں اس کے بعد یہی علم ترقی کر کے علم طب تک پہنچتا ہے یہ بدن کی بیماریوں' دواؤں اور علاجات وغیرہ کا علم ہے علم آثار علویہ' علم معدنیات' اشیاء کی خاصیتوں کی پہچان' اس علم کی شاخیں ہیں اس علم کا اختتام علم کیمیا پر ہوتا ہے جن میں ان اجسام مریضہ کا علاج مذکور ہوتا ہے جو معاون اور کانوں میں موجود ہوتے ہیں۔

(۳) تیسرا مرتبہ اس علم کا ہے جو موجود پر نظر و بحث کرتا اور پھر موجود کو واجب و ممکن پر تقسیم کرتا ہے اور صانع اور اس کی ذات وصفات اور اس کے افعال پر بحث کرتا ہے نیز وہ صانع کے امر' اس کے حکم وقضا اور اس سے موجودات کے ترتیب وتنظیم کے ساتھ ظاہر ہونے پر غور وخوض کرتا ہے پھر وہ عالم بالا جواہر غیر مادی' عقول غیر مادی' نفوس کاملہ اور ملائکہ وشیاطین کے حالات بیان کرتا ہے۔ اخیر میں یہ علم نبوتوں' معجزوں' کرامتوں' نفوس مقدسہ' نیند اور بیداری اور مدارج خواب پر بحث کرتا ہے علم طلسمات' علم (جادو سحر وغیرہ) اور اسی طرح کے دیگر علوم اسی مرتبہ کی شاخیں ہیں۔ اس علم کی تفصیلات اور اعراض ومراتب واضح اور مدلل طریق پر تشریح کے محتاج ہیں لیکن اختصار بہتر ہے۔

فصل

علم صوفیاء

یاد رکھیں کہ علم عقلی بذاتہ مفرد ہے اور اس سے علم مرکب پیدا ہوتا ہے جس میں دو

مفرد علموں کے تمام حالات پائے جاتے ہیں۔ یہ علم مرکب علم تصوف اور علم طریقہ حالات صوفیا ہے کیونکہ صوفیا کا ایک خاص اور واضح علم ہوتا ہے جو دو علوم کے مجموعے سے پیدا ہوتا ہے اور ان کا علم حال' وقت و سماع' وجد و شوق' بے ہوشی و اعادہ ہوش' اثبات و محو فقر و غنا' ولایت و ارادت' شیخ و مرید و دیگر حالات صوفیا اور ان کے فضائل و اوصاف اور ان کے مقامات و مراتب پر مشتمل ہے اور ہم انشاء اللہ ان تینوں علوم کو خاص کتاب میں بیان کریں گے اس رسالہ میں ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ علوم اور ان کی اقسام کو شمار کر دیں ہم نے ان کا اختصار کیا اور بطریق اختصار ہی ان کو شمار بھی کر دیا ہے۔

جس شخص کا ارادہ مزید مطالعہ کا ہو اور ان علوم کی تشریح معلوم کرنا چاہے تو اس کو کتب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

جب اقسام علوم شمار کی جا چکیں تو آپ کو یہ امر بھی قطعی و یقینی طور پر یاد رکھنا چاہیے کہ ان میں سے ہر ایک علم اور ہر ایک فن کے متعدد شرائط ہوتے ہیں جن کے بغیر وہ علم یا فن طالب علم و فن کے دل میں منقوش نہیں ہو سکتا علم کو شمار کرنے کے بعد آپ کو تحصیل علوم کے طریقے معلوم کرنے ضروری ہیں کیونکہ تحصیل کے طریقے معین و مقرر ہیں ہم ان کا تفصیلاً بیان کریں گے۔

فصل

تحصیل علوم کے طریقے:

علم انسانی کے حصول کے دو طریق ہیں:

(۱) تعلیم انسانی

(۲) تعلیم ربانی

پہلا طریق معلوم و معروف ہے جو ایک محسوس راہ ہے اور اس کے تمام عقلاء مقر و معترف ہیں۔

تعلیم ربانی کی دو قسمیں ہیں ایک خارجی جو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے دوسرا داخلی جو تفکر کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح تعلم ظاہر سے متعلق ہوتا ہے اسی طرح تفکر باطن سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ کسی شخص کے کسی شخص جزی سے فائدہ حاصل کرنے کا نام تعلم اور کسی نفس کے نفس کلی سے مستفید ہونے کا نام تفکر ہے اور نفس کلی، جمیع علماء و عقلاء کی نسبت زیادہ قوی و موثر معلم ہے علوم اصل نفوس میں بالقوہ اس طرح مرکوز ہوتے ہیں جس طرح بیج زمین میں اور موتی سمندر کی گہرائی یا قلب معدن میں، اس چیز کے قوت سے فعل کی طرف آنے کی طلب کو تعلم اور اسی چیز کو قوت سے فعل کی طرف لانے کی کوشش کا نام تعلیم ہے اس لیے سیکھنے والے کا نفس سکھانے والے کے نفس سے مشابہ اور نسبت میں قریب ہوتا ہے فائدہ پہنچانے والا عالم کاشکاری کی مانند اور سیکھنے اور فائدہ حاصل کرنے والا شخص کھیتی کی مانند ہوتا ہے اور علم بالقوہ بیج کی مانند اور علم بالفعل پودے اور نبات کی مانند ہے، جب سیکھنے والے کا نفس کامل ہو جائے تو وہ میوہ دار درخت یا اس موتی کی مانند ہو جاتا ہے جو سمندر کی گہرائی سے نکالا جاتا ہے اور جب نوائے بدنی نفس پر غالب آجائیں تو سیکھنے والا شخص اس امر کا محتاج ہو جاتا ہے کہ مدت دراز تک سیکھتا رہے اور محنت و مشقت برداشت کرتا رہے علم کی جستجو کرتا رہے اور جب نور عقل اوصاف حس پر غالب آجائے تو طالب علم تھوڑے سے تفکر کے ذریعے کثرت تعلم سے مستغنی ہو جاتا ہے، کیونکہ قابل نفس ایک گھنٹے کے تفکر سے اس قدر فوائد حاصل کرسکتا ہے کہ جامد نفس ایک سال تک سیکھنے سے بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ بعض آدمی تعلیم سے علوم حاصل کرتے ہیں اور بعض تفکر سے اور تعلم بھی تفکر کا محتاج ہے کیونکہ انسان تمام جزئی و کلی اشیاء اور تمام معلومات کے تعلم پر قادر نہیں ہے بلکہ کچھ حصہ سیکھتا اور کچھ

تفکر کے ذریعے حاصل کرتا ہے اور اکثر نظری علوم اور عملی فنون حکماء کے نفوس نے استخراج کیے ہیں جن میں ان کو زیادہ سیکھنا یا حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ ان کی پاکیزگی ذہن، قوت فکر اور زیرکی کی وجہ سے خود بخود ہی ظاہر ہوتے گئے اگر انسان پہلے کچھ علم حاصل کرنے کے بعد بذریعہ تفکر استخراج نہ کرتا تو لوگوں پر حصول علم بہت طویل کام ہو جاتا اور دلوں سے جہل کی تاریکی زائل نہ ہوتی کیونکہ نفس اپنے تمام جزی وکلی امور مہمہ کو بذریعہ تعلیم حاصل کر سکتا ہے بعض تحصیل کے ذریعہ اور بعض لوگوں کی عادات اور اچھی باتوں کے تبادلہ ومطالعہ سے اور بعض شستگی فکر کی وجہ سے استخراجاً معلوم ہو جاتے ہیں علماء کی عادت یہی رہی ہے اور اس پر قواعد علوم مرتب کیے گئے ہیں حتیٰ کہ انجینئر بھی ان تمام چیزوں کو جو اسے عمر بھر درکار ہوتی ہیں نہیں سیکھتا بلکہ صرف اپنے علم کے کلیات وموضوعات سیکھ لیتا ہے اور اس کے بعد استخراج اور قیاس کو استعمال کرتا ہے اور اسی طرح طبیب بھی اشخاص کی بیماریوں اور دواؤں کے جزئیات کو نہیں سیکھتا بلکہ اپنے عام معلومات میں تفکر کرتا، اور ہر شخص کا علاج اس کے مزاج کے مطابق کرتا ہے نجومی کلیات نجوم سیکھتا ہے اور اس کے بعد تفکر کرتا ہے اور مختلف فیصلے صادر کرتا ہے، فقیہ وادیب اور عجائب وفنون کی بھی یہی صورت ہوتی ہے ایک شخص اپنے تفکر سے مارنے کا آلہ یعنی لاٹھی وضع کرتا ہے اور دوسرا اس آلہ سے استخراج کر لیتا ہے تمام جسمانی وروحانی عجائب کی صورت یہی ہے پہلے پہل عجائب تعلم سے حاصل ہوتے ہیں اور اس کے بعد باقی عجائب تفکر سے مستنبط ہونے لگتے ہیں جب نفس پر فکر کا دروازہ کھل جاتا ہے تو اسے طریق تفکر کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے نیز یہ بات بھی معلوم ہو جائے گی کہ کیونکر زیرکی وفہم کے ذریعہ مطلوب کی طرف رجوع کیے ہوتا ہے اس طرح انشراح قلب وافتتاح بصیرت ہو جاتا ہے اور جو علم انسان کے نفس میں بالقوہ موجود ہوتا ہے وہ حالت فعل کی طرف رجوع وخروج کرتا ہے اور زیادہ طلب وطول مشقت سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

حصول علم ربانی کے دو طریقے

دوسرے طریق (تعلیم ربانی) کی دو صورتیں ہیں:

(ا) پہلی صورت القائے وحی ہے جب نفس کی ذات کامل ہو جاتی ہے طبیعت کی میل کچیل اور حرص و ہوا کی گندگی اس سے رفع ہو جاتی ہے اور خواہشات دنیا سے اس کی نظر جدا ہو جاتی ہے فنا ہونے والی آرزوؤں سے اس کا رشتہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ اپنے خالق و باری کی طرف رخ کر لیتا ہے اسی کی بخشش سے تمسک کرنے لگتا ہے اسی کے آفادہ اور فیض نور پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حسن عنایت سے اس ذات کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جاتا ہے الٰہی نظر سے اس کی طرف دیکھتا ہے اس کو لوح بناتا ہے اور نفس کلی کو قلم اور اس نفس میں جمیع علوم لکھ دیتا ہے عقل کل معلم اور نفس قدسی متعلم بن جاتا ہے۔

فيحصل جميع العلوم نقلك النفس و ينتقش فيها جميع الصور من غير تعلم و تفكر

تو اس نفس کو جمیع علوم حاصل ہو جاتے ہیں اور تعلم و تفکر کے بغیر تمام صورتیں اس میں منقوش ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اسی ارشاد گرامی کا یہی مصداق ہے جو اس نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ

''اور اے رسول ﷺ تجھے اللہ تعالیٰ نے وہ علوم سکھائے جو تجھے معلوم نہیں تھے۔''

انبیاء کا علم لوگوں کے جمیع علوم سے اشرف و اعلیٰ ہوتا ہے کیونکہ وہ بلا واسطہ و وسیلہ اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے اور اس کا بیان آدم علیہ السلام اور ملائکہ کے قصہ میں مذکور ہے فرشتے اپنی تمام عمر علم سیکھتے رہے اور انواع و اقسام کے طریقوں سے بہت سے علوم حاصل کیے تب کہیں جا کر اَعْلَمُ الْمَخْلُوْقَاتِ (تمام مخلوق سے زیادہ عالم) اور اعرف الموجودات

(جمیع موجودات میں سب سے زیادہ عارف) بنے اور آدم علیہ السلام عالم نہیں تھے کیونکہ انہوں نے نہ کوئی سیکھا تھا نہ کسی معلم کی صورت دیکھی فرشتے ان کے مقابلے میں فخر و ناز کرنے لگے اور بزرگ بننے کی کوشش کی اور کہا اے اللہ ہم تیری حمد و تسبیح بیان کرتے اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں اشیاء کی حقیقتوں سے واقف ہیں آدم علیہ السلام نے اپنے خالق کے دروازہ کی طرف رجوع کیا جمیع مخلوقات سے اپنا دل پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ سے اعانت طلب کی اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام نام سکھا دیئے اس کے بعد فرشتوں کے روبرو وہ اشیاء پیش کیں اور فرمایا:

اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ "اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔"

اس پر فرشتے آدم علیہ السلام کے سامنے سرنگوں ہو گئے ان کا علم قلیل ثابت ہوا ان کا سفینہ جبروت مسترد ہوا اور بحر عجز میں غرق ہو گئے اور کہنے لگے:

لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا "ہم کو تو وہی معلوم ہے جو تو نے ہمیں سکھایا"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤـاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ "اے آدم ان کو بتاؤ"

آدم علیہ السلام نے چند پوشیدہ علمی نکات اور درِ معنی سے ان کو آگاہ کیا۔ عقلاء کے نزدیک یہ بات قرار پائی کہ:

ان العلم الغیبی المتولد عن الوحی اقوی واکمل من العلوم المکتسبة — وہ غیبی علم جو وحی کے ذریعے پیدا ہو وہ کسبی علوم کی نسبت زیادہ قوی و مکمل ہوتا ہے۔

اور وحی کا علم انبیاء کی وراثت ہے اور رسولوں کا حق ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا محمد ﷺ کے زمانے سے وحی کا دروازہ بند کر دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین اور عرب و عجم کے فصیح ترین اور عدیم النظیر عالم ٹھہرے آپ ﷺ نے فرمایا:

ادبنی ربی فاحسن تادیبی — میری تربیت میرے رب نے فرمائی اور اس نے بہت ہی خوب تربیت فرمائی۔

نیز آپ اپنی قوم کو یہ بھی فرمایا کرتے میں آپ سب لوگوں کی نسبت زیادہ عالم اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں آپ کا علم مکمل ترین بزرگ ترین اور قوی ترین تھا کیونکہ آپ نے تعلیم ربانی سے علم حاصل کیا اور انسانی تعلم و تعلیم سے آپ کو بالکل شغل نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی — ''نبی ﷺ کو بڑی مضبوط قوتوں والی ہستی نے علم سکھایا۔''

(۲) دوسری صورت الہام ہے نفس کلی، انسانی نفس جزئی کو اس کی صفائی، اثر پذیری اور قوت استعداد کے مطابق بیدار کرتا ہے۔ اس فعل کا نام الہام ہے الہام وحی کا اثر ہے کیونکہ وحی امر غیبی کی تصریح اور الہام اس کی تعریف و اشارہ کا نام ہے جو علم وحی سے حاصل ہو اس کا نام علم نبوی ہوتا ہے اور جو علم الہام سے حاصل ہو اس کو علم لدنی کہتے ہیں اور علم لدنی وہ علم ہے جس کے حصول کے وقت نفس اور باری تعالیٰ کے درمیان کوئی واسطہ و وسیلہ نہ ہو بلکہ وہ ایک روشنی ہو۔ جو غیبی چراغ سے ایک صاف سادہ اور لطیف دل پر براہ راست پڑ رہی ہو ان تمام علوم کو جو جوہر نفس کلی اوّل میں موجود ہیں جو کہ جواہر غیر مادی میں سے ہے، عقل اوّل سے وہی نسبت ہے جو حواء علیہما السلام کو آدم علیہ السلام سے ہے۔

یہ بیان ہو چکا ہے کہ عقل کلی نفس کلی کی نسبت زیادہ بزرگ زیادہ مکمل، زیادہ قوی اور باری تعالیٰ کی طرف زیادہ قریب ہے اور نفس کلی، جمیع مخلوقات کی نسبت زیادہ عزیز، لطیف و شریف ہے عقل کلی کے فیض سے وحی اور نفس کلی کی ضیا باری سے الہام پیدا ہوتا ہے وحی انبیاء کا زیور اور الہام اولیاء کی زینت ہے جس طرح نفس، عقل سے ولی نبی سے کم درجے پر ہوتا ہے اسی طرح الہام وحی کی نسبت کم درجہ رکھتا ہے الہام ولی کی نسبت ضعیف اور خواب کی نسبت قوی ہوتا ہے تو علم، انبیاء اور اولیاء کا علم ہے۔ علم وحی پیغمبروں کے ساتھ خاص اور انہیں پر موقوف ہے جیسا آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ اور دیگر پیغمبروں کا علم تھا۔

رسالت و نبوت میں فرق:

رسالت اور نبوت میں فرق ہے نفس قدسی کے جوہر + عقل اوّل سے معلومات و معقولات کے حقائق قبول کرنے کو نبوت اور ان معلومات و معقولات کو فائدہ حاصل کرنے والوں اور قبول کرنے والوں تک پہنچانے کو رسالت کہتے ہیں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی نفس کو حقائق معلومات و معقولات کا قبول حاصل ہو جاتا ہے لیکن کسی عذر یا سبب سے اس کو حق تبلیغ حاصل نہیں ہوتا علم لدنی اہل نبوت و ولایت کو حاصل ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا — ''اور ہم نے اس کو لدنی علم سکھایا۔''

ہر ہزار کے ساتھ ہزار دروازہ

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ:

ادخلت لسانی فی فمی فانفتح فی قلبی الف باب من العلم مع کل باب الف

''میرے منہ میں زبان رکھی گئی تو میرے قلب میں علم کے ایک ہزار دروازے کھل گئے اور ہر دروازے کے ساتھ ایک ہزار دروازہ ہے۔''

نیز آپ نے فرمایا کہ: ''اگر میرے لیے فرش بچھادیا جائے (اور میں آگاہ کرنے لگ جاؤں) تو میں اہل تورات کو تورات کے، اہل انجیل کو انجیل کے اور اہل قرآن کو قرآن کے تمام احکام سنادوں۔''

اور یہ درجہ صرف تعلیم انسانی سے حاصل نہیں ہوسکتا، بلکہ علم لدنی کی قوت سے مرد کو یہ زیور عطا ہوتا ہے۔

حضرت رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ:

منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کی شرح اتنی بڑی تھی کہ اس کو چالیس اونٹ اٹھاتے تھے۔

لو باذن اللہ فی شرح معانی الفاتحۃ لاشرع فیھا حتیٰ تبلغ مثل ذلک

''اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اجازت فرمائے اور صرف سورۃ فاتحہ کی تفسیر شروع کردوں تو وہ بھی اتنی ہی بھاری ہوجائے۔''

علم کی اس قدر کثرت وسعت اور انفتاح وانشراح محض لدنی اور ربانی اور آسمانی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اپنے اور اس کی روح نفس کے درمیان سے حجاب اٹھالیتا ہے اور اس لوح پر بعض پوشیدہ اسرار ورموز ظاہر ہوجاتے ہیں اور اس پر ان اسرار ورموز کے معانی منقوش ہوجاتے ہیں اور وہ نفس ان نقوش کو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جن کے سامنے بیان کرنا اور جس طرح بیان کرنا چاہتا

ہے بیان کرتا ہے۔

حقیقت حکمت:

حکمت کی حقیقت علم لدنی سے حاصل ہوتی ہے اور جب تک انسان اس درجے تک نہ پہنچ جائے حکیم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حکمت ایک خداداد چیز ہوتی ہے۔

يُؤْتِ الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ	''جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جس کو حکمت عطا ہو جائے اس کو خیر کثیر عطا ہوگئی اور صرف ارباب عقل و دانش ہی سمجھ سکتے ہیں۔''

اور یہ بات اس لیے ہوتی ہے کہ جو لوگ مرتبہ علم لدنی حاصل کر لیتے ہیں وہ کثرت تحصیل و مشقت تعلیم سے مستغنی ہو جاتے ہیں' تھوڑا سیکھتے ہیں اور زیادہ جانتے ہیں اور تھوڑی دیر محنت کرتے اور زیادہ ثمر حاصل کرتے ہیں۔

اور یاد رکھیں کہ جب وحی منقطع ہوگئی اور باب رسالت مسدود ہو گیا تو تصحیح حجت اور تکمیل دین کے بعد لوگ پیغمبروں اور اظہار دعوت سے مستغنی ہو گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ	''میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔''

اور بلا ضرورت اظہار فائدہ حکمت سے بعید ہے لیکن الہام کا دروازہ بند نہیں ہوا اور چونکہ نفوس کو تاکید و تجدید اور وعظ و نصیحت کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے اس لیے نفس کلی کے نور کی امداد بدستور رہتی ہے اور جہاں لوگ رسالت و دعوت سے مستغنی ہو گئے ہیں وہاں وساوس میں مستغرق اور شہوت میں منہمک ہونے کی وجہ سے اس کو تذکیر و تنبیہ کی ضرورت رہتی ہے اللہ تعالیٰ نے وحی کا دروازہ بند کر دیا اور وہ آیت عباد ہے اپنی رحمت سے الہام کا

دروازہ کھول دیا۔ کام تیار اور مراتب مقرر کر دیئے تاکہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور جس کو چاہے اسے بے حساب رزق دیتا ہے۔

فصل

تحصیل علوم میں نفوس کے مراتب

تمام انسانی نفوس میں علوم مرکوز ہوتے ہیں اور تمام نفوس تمام علموں کو قبول کر سکتے ہیں اگر کوئی نفس اپنے حصے سے محروم رہتا ہے تو وہ کسی عارضی سبب کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ سبب خارج سے آتا ہے چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

خُلِقَ النَّاسُ حُنَفَاءَ فَاخْتَالَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ "لوگ سچے مسلمان پیدا ہوتے لیکن شیطان ان کو بہکا لیتے ہیں۔"

نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ "ہر شخص دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔"

نفس کلی نفس ناطقہ انسانی پر جو روشنی ڈالتا ہے موخر الذکر اس روشنی کو قبول کر لیتا ہے اور اپنی اصل طہارت وصفائی کی قوت سے نفس کلی کی صور معقولہ وقابلیت رکھتا ہے لیکن دنیا میں بعض نفوس مریض ہو جاتے ہیں اور مختلف امراض وعوارض کے باعث ادراک حقیقت سے قاصر رہتے ہیں اور بعض اپنی اصلی صحت کی حالت میں رہتے ہیں اور ان پر کسی طرح کا مرض وفساد طاری نہیں ہوتا اور جب تک زندہ رہتے ہیں روشنی قبول کرتے رہتے ہیں اور نفوس صحیحہ نفوس نبوی ہوتے ہیں۔ جو وحی وتائید کے قابل اور عالم کون وفساد میں اظہار معجزہ وتصرف پر قادر ہوتے ہیں یہ نفوس اپنی اصلی حالت پر باقی رہتے ہیں ان کے مزاج فساد امراض وعوارض سے متغیر نہیں ہوتے اس لیے انبیاء نفوس کے طبیب اور خلق خدا

کو صحیح فطرت کی طرف دعوت دینے والے ہوتے ہیں اس دنیائے دوں میں جو نفوس بیمار پڑ جاتے ہیں ان کے مرض کے مراتب ہوتے ہیں بعض کو تو مرض کا خفیف سا اثر لاحق ہوتا ہے اور ان کے دلوں پر نسیان کے پردے چھا جاتے ہیں اور وہ تعلم میں مشغول ہو جاتے اور اصلی صحت کے طالب ہوتے ہیں ایسے نفوس کا مرض ادنیٰ معالجے سے دور ہو جاتا ہے اور ان کے نسیان کے پردے نہایت قلیل ذکر سے رفع ہو جاتے ہیں۔

بعض عمر بھر تعلیم میں مشغول رہتے ہیں اور جمیع ایام تحصیل و تصحیح میں بسر کرتے ہیں لیکن ان کا مزاج کچھ ایسا بگڑا ہوا ہوتا ہے کہ کچھ نہیں سمجھتے کیونکہ جب مزاج فاسد ہو جائے تو لاعلاج ہو جاتا ہے۔

بعض نفوس یاد کرتے ہیں اور پھر فراموش کر دیتے ہیں اور ریاضت و تذلیل نفس میں مشغول ہو جاتے ہیں اور قلیل سی روشنی اور ضعیف سی چمک حاصل کر لیتے ہیں اور یہ فرق اس قوت کی نسبت سے ظاہر ہوتا ہے جس سے نفوس دنیا کی طرف متوجہ اور اس میں مستغرق ہوں جیسا کہ اس شخص کی حالت سے ظاہر ہے جو حالات صحت سے حالت مرض اور حالت مرض سے حالت صحت کی طرف رجوع کر رہا ہو اور جب عقدہ کھل جاتا ہے تو نفوس وجود علم لدنی کا اقرار کرتے اور امر سے آگاہ ہو جاتے ہیں کہ وہ اوّل فطرت عالم اور آفرینش سے بالکل صاف تھے اور جاہل اس لیے ہو گئے کہ اس کثیف جسم کی صحت اور تاریک مکان میں مقیم ہونے کی وجہ سے مریض ہو گئے ہیں اور وہ تعلم کے ذریعے معدوم علم کو پانے اور مفقود عقل کو پیدا کرنے کے خواہاں نہیں ہیں بلکہ وہ اصلی فطری علم کو دوبارہ حاصل کرنے اور مرض کے ارتفاع کے لیے جسم کی زینت اور اس کے قاعدہ واساس کو مستظم کرتے ہیں جب باپ اپنے بچے سے محبت وشفقت کرتا ہے تو اس کی اس درجہ رعایت اور فکر کرتا ہے کہ جمیع امور کو سپرد نسیان کر دیتا ہے اور صرف بچے کے ہی خیال میں مشغول رہتا ہے نفس شدت شفقت و

محبت سے اس ہیکل کی طرف متوجہ ہوتا اس کی تعمیر و رعایت اور اس کی بہبود و مصلحت کی فکر کرتا ہے اور اپنے ضعف و قناعت کے باعث غریق بحر طبیعت ہو جاتے ہیں اس لیے عمر بھر تعلم کی ضرورت پڑتی ہے تا کہ جو کچھ فراموش ہوا وہ یاد آ جائے اور گم شدہ چیز ہاتھ آ جائے اور تعلم اسی چیز کا نام ہے کہ نفس اپنے جوہر کی طرف رجوع کرے اور ماضی الضمیر کو قوت سے فعل کی طرف لایا جائے تا کہ نفس کی سعادت و تکمیل حاصل ہو جائے اور جب نفوس ضعیف ہوتے ہیں اور اپنے جوہر کی طرف راہ یاب نہیں ہو سکتے تو ایک مہربان عالم استاد سے تمسک و اعتصام کرنے اور اس کے سامنے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کو منزل مقصود پر پہنچنے میں اعانت و امداد کرے جس طرح ایک مریض جو اپنے علاج سے ناواقف ہوتا ہے لیکن یہ سمجھتا ہے کہ صحت اچھی چیز ہوتی ہے مہربان طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اس کے روبرو اپنا حال بیان کرتا ہے اور اپنے علاج کے لیے اس پر بھروسہ کرتا ہے بعض اوقات ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ جب ایک عالم کو سر یا سینے کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے تو اس کا نفس جمیع علوم سے اعراض کر لیتا ہے اپنے معلومات کو فراموش کر دیتا ہے اور عمر گذشتہ میں جو کچھ اس نے حاصل کیا ہوتا ہے اس کے حافظے سے غائب روپوش ہو جاتا ہے اور جب اس کو شفا حاصل ہو جاتی ہے نسیان رفع ہو جاتا ہے نفس اپنے معلومات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ایام مرض میں جن باتوں کو بھول جاتا ہے ان کو یاد کرتا ہے۔

معلوم ہوا علوم فنا نہیں ہوتے فراموش ہوتے ہیں محو ہو جانے اور سپرد نسیان ہو جانے میں یہ فرق ہے کہ محو نقوش و خطوط کے فنا ہو جانے اور نسیان اس طرح ملتبس و مستور ہو جانے کا نام ہے جس طرح بادل اور ابر کے نیچے سورج کی روشنی دیکھنے والے سے پوشیدہ ہو جاتی ہے لیکن سورج غروب نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں وہ زمین کے اوپر سے نیچے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اس لیے نفس جوہر نفس سے عارضہ کو دور کرنے کے لیے محو تعلیم ہوتا

ہے تا کہ ابتدائے فطرت کا سا علم اور آغاز طہارت کی سی معرفت دوبارہ حاصل ہو جائے جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ تعلم کا کیا سبب اور اس سے کیا بات مقصود ہے اور نفس اور اس کے جوہر کی حقیقت کیا ہے تو آپ کو یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ بیمار نفس کو تعلم اور تحصیل علوم میں عمر بسر کرنے کی احتیاج ہوتی ہے لیکن جس نفس کا مرض خفیف وضعیف دل کے پردے رقیق اور مزاج درست ہو اُسے زیادہ تعلم اور طول مشقت ولقب کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ اس کے لیے ادنیٰ نظر و تفکر کافی ہے کیونکہ وہ اپنے اصل کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنی ابتدا وحقیقت سے اور رموز واسرار سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے اس لیے جو کچھ اس میں بالقوہ موجود ہے وہ حالت فعلی کی طرف آجاتا ہے جو کچھ اس کے باطن میں مرکوز ہوتا ہے وہ اس کا زیور بدن بن جاتا ہے اور وہ درجہ اہتمام وتکمیل تک پہنچ جاتا ہے اور تھوڑے سے دنوں میں اکثر چیزیں معلوم کر لیتا ہے اور حسن نظام کے ساتھ معلومات کی تعبیر کرتا ہے عالم کامل اور کلام ہو جاتا ہے اور نفس کلی کی طرف توجہ کرنے سے روشنی حاصل کرتا ہے اور نفس جزی کی طرف توجہ کرتا ہے تو اس کو مستفیض کرتا ہے طریق عشق سے وہ اصل سے مشابہ ہوتا ہے اور حسد کی رگ کو کاٹ ڈالتا ہے کینے اور بغض کی جڑ کو اکھاڑ پھینکتا ہے دنیا کی فضول باتوں اور زینت ونمود سے منہ پھیر لیتا ہے اور جب اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو عالم بن جاتا ہے اور نجات وکامرانی حاصل کر لیتا ہے اور یہی تمام لوگوں کا مقصد حقیقی ہوتا ہے۔

فصل

علم لدنّی کی حقیقت اور اس کے حصول کے اسباب

نور الہام کی سرایت کا نام علم لدنّی ہے یہ سرایت اس وقت ہوتی ہے جب نفس کا تسویہ مکمل ہو جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰاهَا — قسم ہے نفس کی اور اس کے برابر ہونے کی۔

یہ رجوع تین طریق پر ہوتا ہے۔

۱- ایک جمیع علوم کو حاصل کرنے اور ان میں سے اکثر سے حصہ وافر لینے سے۔

۲- دوسرے سچی ریاضت اور صحیح مراقبہ کرنے سے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ اَوْرَثَهُ اللّٰهُ الْعِلْمَ بِمَا لَمْ يَعْلَمْ — ''جو شخص اپنے علم پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اس کو وہ علم عطا کرتا ہے اس کو حاصل نہیں۔''

نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا اَظْهَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ — ''جو شخص چالیس روز صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تنہائی اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر ظاہر کر دیتا ہے۔''

۳- تیسرے تفکر سے کیونکہ جب نفس تعلم و ریاضت سے علم حاصل کرے اور اس کے بعد اپنی معلومات میں آداب و شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے تفکر کرے تو یفتح علیھا باب الغیب اس پر غیب کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

جس طرح تاجر اپنے مال میں تصرف کرتا ہے اور شرائط تصرف کو بجالاتا ہے تو اس پر منافع کا دروازہ کھل جاتا ہے اور جب وہ راہ خطا پر چلتا ہے تو وہ خسران کے ہلاکت آفرین گڑھوں میں گر جاتا ہے اگر تفکر کرنے والا بھی راہ صواب پر ہولیا تو ذی عقل لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ عالم غیب سے اس کے دل کی جانب ایک کھڑکی کھل جاتی ہے اور عالم کامل عاقل اور صاحب الہام و تائید ہو جاتا ہے چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ایک گھڑی کا تفکر ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔"

تفکر کے آداب وشرائط ہم کسی اور رسالے میں بیان کریں گے کیونکہ تفکر کا بیان اور اس کی کیفیت وحقیقت ایک مبہم امر اور زیادہ تشریح کا محتاج ہے جو اللہ تعالیٰ کی مدد سے آسان ہو جائے گی۔

اب ہم رسالے کو ختم کرتے ہیں کیونکہ جن لوگوں میں صلاحیت واہلیت ہے ان کے لیے یہ کلمات کافی ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ — "جس کو اللہ تعالیٰ ہی روشنی نہ دے اس کو روشنی کیوں حاصل ہو۔"

اور اللہ تعالیٰ مؤمنین کا دوست ومددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہے اور ہمارے آقا محمد ﷺ اور ان کی آل واصحاب پر درود وسلام ہو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے اور بہت اچھا کارساز ہے بدی سے پرہیز اور عمل صالح کا اقدام بجز خدائے بزرگ وبرتر کی توفیق کے ممکن نہیں ہے ہر آن اور ہر گھڑی میرا بھروسہ اسی کی ذاتِ اعلیٰ صفات پر ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قصیدۂ نعمانیہ

کے پہلے پانچ اشعار

يا سيد السادات جئتك قاصدا — أرجو رضاك وأحتمي بحماك

اے سرداروں کے سردار میں خاص آپ ہی کا قصد کر کے حاضر ہوا ہوں۔ آپ کی خوشنودی کا طالب اور آپ کی حمایت کا اُمیدوار

والله يا خير الخلائق إن لي — قلبا مشوقا لا يروم سواك

اے بہترین مخلوق! خدا کی قسم میرا قلب آپ ہی کا شیفتہ ہے اور آپ کے سوا کسی کا ارادہ نہیں رکھتا

وبحق جاهك إنني بك مغرم — والله يعلم أنني أهواك

آپ کی عزت کی قسم میں آپ کا فریفتہ ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں آپ ہی سے پیار کرتا ہوں

أنت الذي لولاك ما خلق امرؤ — كلا ولا خلق الورى لولاك

آپ وہ ہیں کہ اگر نہ ہوتے تو کوئی شخص نہ پیدا کیا جاتا بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کُل کائنات ہی نہ ہوتی

أنت الذي من نورك البدر اكتسى — والشمس مشرقة بنور بهاك

آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند نے نور حاصل کیا اور سورج روشن ہے آپ ہی کے جمال سے

فروغِ اہلسنت کیلئے امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

(۱) عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

(۲) طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

(۳) مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

(۴) طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

(۵) اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

(۶) حمایتِ مذہب و ردِ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

(۷) تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

(۸) شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

(۹) جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

(۱۰) آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

RAZA OFFSET, BOMBAY-3